# نیا سال جو آتا ہے وہ ہم پر پہلے سے بڑھ کر زیادہ ذمہ داریاں عائد کرتا ہے

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳؍جنوری ۱۹۶۹ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ مومن کسی ایک مقام پر ٹھہرتا نہیں۔

☆ قربانی دینا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوسکتا۔

☆ جو شخص خست اور بخل سے بچایا جاتا ہے کامیابی اسی کو نصیب ہوتی ہے۔

☆ محبت، اخوت اور اُلفت کا بہترین مظاہرہ جلسہ سالانہ میں ہوتا ہے۔

☆ ہم ایک عید سے نکل کر ایک نئی عید کے زمانہ میں داخل ہو رہے ہیں۔

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیہ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔

وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ (محمد:۱۸)

پھر حضور انور نے فرمایا:۔

نیا سال نئی برکتوں، نئی ذمہ داریوں کے ساتھ آ گیا ہے۔ ذمہ داریاں بھی پہلے سے بڑھ کر اور انعامات کے وعدے اور بشارتیں بھی پہلے سے زیادہ لے کر۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے کہ مومن کسی جگہ ٹھہرتا نہیں بلکہ مقامات قرب میں بلند سے بلند تر ہوتا چلا جاتا ہے جیسا کہ سورۂ محمد کی اس آیت میں ہی جو ابھی میں نے تلاوت کی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ لوگ جو ہدایت کی راہوں کو اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ہدایت کے مزید سامان ان کے لئے پیدا کر دیتا ہے۔ اِهْتَدٰى کے معنی یہ ہیں کہ وہ لوگ جو اپنی عقل اور فراست سے کام لیتے ہیں اور فطرت انسانی میں اللہ تعالیٰ کے قرب کے حصول کی جو Urge اور شدید خواہش پائی جاتی ہے اس کے مطابق قرب کی راہوں کو تلاش کرتے ہیں اور علیٰ وجہ البصیرت اس مقام پر قائم ہوتے ہیں کہ اطاعتِ رسول (ﷺ) کے بغیر اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے قرب اور اس کی رضا کو حاصل نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے وہ ہر وقت اور ہر آن اُسوۂ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی اور اتباع کی کوشش میں لگے رہتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے لئے ہدایت کے نتیجہ کے نیک ہونے کے بہترین کامیابیوں کے، رضا کی راہوں کو پالینے کے، اس کی رضا کو حاصل کر لینے کے سامان پیدا کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ انہیں مزید نیکیوں کی توفیق بھی بخشتا ہے کیونکہ ہدایت کے معنی میں یہ مفہوم بھی پایا جاتا ہے کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے مزید بڑی نیکیوں کی توفیق وہ عطا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ایک مومن جب اپنی زندگی میں قرب کے بعض مقام حاصل کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے مزید قرب کی راہیں اُسے دکھا دی جاتی ہیں پھر وہ مزید ترقیات کرتا ہے وَاٰتٰهُمْ تَقْوٰهُمْ اور

اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اپنے مقام قرب وہدایت کے مطابق وہ معزز اور مکرم بن جاتا ہے کیونکہ قرآن کریم نے فرمایا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ (الحجرات:۱۴) اللہ تعالیٰ ان کے مناسبِ حال ان کی استعداد کے مطابق اور اپنی استعداد کو جس حد تک اُنہوں نے خدا کی راہ میں خرچ کیا اس کے مطابق، ان کا تقویٰ اپنی نگاہ میں، ان کی عزت انہیں عطا کر دیتا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں جو بہت سی باتیں بیان ہوئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مومن کسی مقام پر ٹھہرتا نہیں ہے اس کی زندگی کا ہر لمحہ اس کو مزید رفعتوں کی طرف لے جاتا ہے اگر وہ حقیقی اور مخلص مومن ہو اور اس کی زندگی کا ہر نیا سال اسے اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب کر دیتا اور اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں اسے زیادہ معزز بنا دیتا ہے۔ پس ہر نیا سال جو ہماری زندگیوں میں آتا ہے وہ ہم پر پہلے سے زیادہ ذمہ داریاں بھی ڈال رہا ہوتا ہے اور پہلے سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ہماری عزت کے سامان بھی پیدا کر رہا ہوتا ہے اور مومن بندہ مخلص اللہ کے اور زیادہ قریب ہو جاتا ہے تو میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان معنی میں جو قرآن کریم نے ہمیں بتائے ہیں، ہمارا یہ سال جو ہم پر چڑھا ہے پہلے سے زیادہ برکتوں والا سال ہو۔ اس میں ہم اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے قرب کو پہلے سے زیادہ پانے والے ہوں اور اس کی محبت جو ہمارے دلوں میں ہے وہ پہلے سے زیادہ شدت اختیار کر جائے اور بہتر ثواب اس محبت کا اپنے ربّ کی طرف سے ہمیں ملے۔ پس اس معنی میں نیا سال آپ کیلئے بھی اور میرے لئے بھی اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

جس سال میں سے ہم گزر چکے ہیں اس کا اختتام ہمیں بڑا بابرکت نظر آیا یہ بھی مصلحت ہی تھی کہ سال کے آخر میں ہمارا جلسہ سالانہ رکھا گیا ہے۔

جلسہ سالانہ کے موقع پر بہت سی برکات کا نزول ہوا اور اس جماعتِ مخلصین نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں بہت ایثار اور فدائیت اور محبت اور اُلفت اور اخوت کے مظاہرے کئے۔ ربوہ کے رہنے والوں پر جو ایک غریبانہ زندگی بسر کرتے ہیں مالی لحاظ سے جلسہ بڑا بوجھ ڈالتا ہے کیونکہ ان کے رشتہ دار عزیز دوست اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ان کے گھروں میں آ کر ٹھہرتے ہیں اور علاوہ اس سادے کھانے کے جو جماعتی نظام کے ماتحت اُنہیں دیا جاتا ہے اور بہت سے خرچ ہیں جو انہیں کرنے پڑتے ہیں جنہیں وہ بشاشت کے ساتھ کرتے ہیں اور بہت سی تکالیف ہیں جو انہیں برداشت کرنی پڑتی ہیں اور وہ بشاشت اور مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ برداشت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم

میں اپنے پاک بندوں کے متعلق جو یہ فرمایا

يُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ (الحشر:۱۰)

یہ نظارہ بڑی وضاحت کے ساتھ اور پوری طرح روشن ہو کر جلسہ کے ایام میں ہمارے سامنے آ جاتا ہے کہ اپنی جانوں کی، اپنی تکلیف کی، اپنے مال کی پرواہ نہیں کرتے بلکہ اپنے بھائیوں کے آرام میں اور اس جدوجہد میں کہ انہیں کوئی تکلیف نہ پہنچے اپنے اوقات کو بھی خرچ کرتے ہیں اور اپنے آراموں کو بھی قربان کرتے ہیں اور اپنے مال بھی خرچ کر رہے ہوتے ہیں جلسہ سالانہ ہر سال یہ نظارہ پیش کرتا ہے لیکن چونکہ ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ مہمان آتے ہیں اس لئے ہر سال صرف یہ بات ہمارے سامنے نہیں آتی کہ ایک ایثار پیشہ جماعت دنیا میں قائم ہو چکی ہے بلکہ یہ نظارہ خاص طور پر ہمارے سامنے آتا ہے کہ یہ ایثار پیشہ جماعت ہر سال پہلے کی نسبت زیادہ ایثار دکھاتی اور قربانیاں دیتی ہے اور ان تمام مطالبات کو پورا کر رہی ہے جو جلسہ کے یہ چند ایام ان سے کرتے ہیں۔ ہر سال پہلے سے زیادہ قربانی اور پہلے سے زیادہ بشاشت اور لذت کے ساتھ وہ قربانی دے رہے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ربوہ کے مکینوں کو اس کی بہترین جزا دے۔ اس قسم کی قربانی دینا بھی اللہ تعالیٰ کی توفیق کے بغیر نہیں ہو سکتا اور قربانی دینے کی توفیق وہی پاتے ہیں جو ہدایت کے پہلے دو تقاضوں کو پورا کر چکے ہوں یعنی اپنی عقل اور فطرت کے تقاضے پورے کرنے والے ہوں اور عقل کا جو یہ تقاضا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو ہدایت آئے اسے قبول کرو دنیا کا کوئی عقلمند یہ تو نہیں کہے گا کہ اگر اللہ کی طرف سے کوئی ہدایت آئے تو اسے قبول نہ کرو وہ یہ تو کہہ دیتے ہیں کہ یہ ہدایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں لیکن یہ کہ وہ کہے کہ ہدایت تو اللہ کی طرف سے ہے لیکن عقل کہتی ہے کہ اسے قبول نہ کرو کوئی بھی یہ نہ کہے گا اور فطرت انسانی کے اندر یہ بات بھی پائی جاتی ہے کہ حقیقی سکون اور مسرت اور خوشحالی کی زندگی وہی پاتے ہیں جو اپنے ربّ سے ایک حقیقی اور زندہ تعلق قائم کر لیتے ہیں۔ فطرت انسانی کو اس کے بغیر تسلی نہیں ہوتی۔ تو جو شخص عقل سے کام لیتا اور فطرت کے اندر جو ایک تقاضا اور ایک Urge ہے اسے پورا کرتا ہے اور یہ عزم کئے ہوتا ہے کہ میں نے اپنے ربّ سے تعلق کو قائم کرنا اور پختہ کرنا ہے تو پھر جب اس کے کان میں اللہ کی آواز اس کے کسی مامور کے ذریعہ سے پڑتی ہے تو وہ اس کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور اطاعت رسول کرتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک یہی ہوتا چلا آیا ہے۔ ہمارے کان میں تو وہ آواز پڑی کہ جو سب پہلی آوازوں سے زیادہ شیریں تھی

اور حسین تھی اور اس کے ساتھ احسان کے اس قدر جلوے تھے کہ پہلی قوموں نے اپنی اُمتوں کے انبیاء کے وجود میں احسانوں کے وہ جلوے نہیں دیکھے۔ ہمارے کان میں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پہنچی۔ ہم نے اس آواز دینے والے کے وجود میں خدا تعالیٰ کی الوہیت کے کامل مظہر کو دیکھا۔ اسی حسن اور اسی احسان کے ساتھ اور دیوانہ وار لبیک کہتے ہوئے ہم اس پاک وجود کی طرف دوڑے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ہدایت ہمارے لئے نازل ہوئی ہم نے اسے پہچانا اسے قبول کیا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا عہد اپنے ربّ سے باندھا اور اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ کہا کہ درجہ بدرجہ تمہیں روحانیت میں بلند تر کرتا چلا جاؤں گا تم ایک مقام تک جب پہنچو گے قرب کی اور رضا کی نئی راہیں تم پر کھولوں گا اور ان پر چلنے کی تمہیں توفیق عطا کروں گا اور تمہارا اس نئے مقام کے مناسب حال جو تقویٰ ہے تمہیں دوں گا اور تم میری نگاہ میں پہلے سے زیادہ معزز اور مقرب بن جاؤ گے۔

اس سلسلہ میں ایک نظارہ ایثار کا تو میں نے بتا ہی دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ فَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ (الحشر:۱۰)

کہ جو شخص خست اور بخل سے بچایا جاتا ہے حقیقی کامیابی اسی کو نصیب ہوتی ہے۔ پس ہم نے ایسے رنگ میں اللہ تعالیٰ کی نعمت کو جلسہ میں مشاہدہ کیا کہ وہ بے نظیر اور بے مثال ہے۔

جلسہ کی حاضری کے متعلق مختلف اندازے ہیں بعض لوگوں کا اندازہ تھا کہ جلسہ گاہ کے اندر اور باہر جو ہزاروں کی تعداد میں دوست تھے اور جو گھروں کی چھتوں پر یا پہاڑیوں کی چوٹیوں پر تھے ان کی تعداد شاید لاکھ کے قریب ہو اور عورتیں اس کے علاوہ تھیں لیکن یہ اندازہ اگر صحیح نہ بھی سمجھا جائے تو بھی عورتوں کو شامل کر کے (بشمولیت اہالیان ربوہ) لاکھ کا مجمع تو ضرور تھا (بہت سے دوست صبح آتے ہیں شام چلے جاتے ہیں) ان کے لئے ایام جلسہ میں امن اور پیار اور محبت کی فضا پیدا کی جاتی ہے یہاں وہ ایسی چیز دیکھتے ہیں جو دنیا کی کسی اور جگہ انہیں نظر نہیں آتی تو جماعت اس موقع پر مَنۡ یُّوۡقَ شُحَّ نَفۡسِہٖ کا حسین ترین مظاہرہ کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس انعام کی وارث ہوتی ہے جو اس نے وعدہ کیا ہے کہ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ حقیقی کامیابی یہی لوگ پانے والے ہیں تو ایک تو ہمیں پچھلے سال کے آخر میں اللہ تعالیٰ کی برکتوں اور انعاموں کا نزول اس رنگ میں بھی نظر آیا۔

پھر ہمیں ایک اور نظارہ بھی نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ محبت اور پیار اور اُلفت اور اخوت اور امن اور

سکون کی ایسی فضا اور ایسے مظاہرے ہوتے ہیں کہ دنیا کی کسی اور جگہ وہ چیز ہمیں نظر نہیں آتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسی ہی یا اس سے بھی بڑھ کر نظر آئی تھی لیکن بعد میں ہم اسے بھول گئے اور اس انتباہ کی طرف متوجہ نہ ہوئے جو قرآن کریم نے ہمیں کیا تھا کہ:۔

هُوَ الَّذِىٓ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝ وَاَلَّفَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ ؕ لَوۡ اَنۡفَقۡتَ مَا فِى الۡاَرۡضِ جَمِيۡعًا مَّاۤ اَلَّفۡتَ بَيۡنَ قُلُوۡبِهِمۡ وَلٰـكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيۡنَهُمۡ ؕ اِنَّهٗ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ (الانفال:۶۳،۶۴)

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے اپنی خاص قدرت سے مسلمانوں کے دلوں کو مضبوطی کے ساتھ آپس میں باندھ دیا ہے اور اس رنگ میں باندھا ہے کہ اگر زمین کی ساری دولت اور زمین کے سارے اموال اس غرض کے لئے خرچ کر دئے جائیں تب بھی اس کے نتیجہ میں وہ اُلفت پیدا نہیں ہوسکتی تھی جو جماعت مومنین کے دلوں میں پیدا کر دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ اس لئے کیا ہے کہ اس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں غالب کرے گا اور چونکہ وہ حکیم ہے اس نے اپنی حکمت کاملہ سے جہاں اور بہت سے سامان اس مقصد کے حصول کے لئے پیدا کئے ایک سامان یہ بھی پیدا کیا کہ اس نے مومنوں کے دلوں کو بڑی مضبوطی کے ساتھ اخوت اور محبت کے رشتہ میں باندھ دیا اور ایسا انعام کیا کہ آدمی جب سوچتا ہے تو شرم سے آنکھیں جھک جاتی ہیں اور وہ یہ کہ اس آیت میں ان مومنوں کی جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے نہ کہ ان کی کسی خوبی کے نتیجہ میں اُلفت اور محبت کے اس رشتہ میں اس مضبوطی کے ساتھ باندھ دیا ہے۔ یہ تعریف کی ہے کہ اَيَّدَكَ بِنَصۡرِهٖ وَبِالۡمُؤۡمِنِيۡنَ یعنی تیری تائید اپنی مدد اور مومنوں سے کی تو اپنی نصرت اور مومنوں کو بریکٹ کر دیا ایک جگہ جمع کر دیا۔

یہ کتنا بڑا انعام ہے کہ جو لوگ اپنے نفوس کو اور اپنی جانوں کو خدا کے حضور پیش کر دیتے اور اس کی منشاء کے مطابق اور اس کے ارادہ کے پورا کرنے کیلئے ایک جان ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی نصرت کے ساتھ بیان کرتا ہے۔ نصرت اور مومنوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیتا ہے اس سے بڑھ کر کسی انسان کو خدا تعالیٰ سے اور کیا انعام مل سکتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے جن کی خاطر اس عالمین کو پیدا کیا گیا تھا خدا تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں نے اپنی نصرت اور ان مومنوں کے ساتھ تیری مدد کی۔ جماعت مومنین کو خدا تعالیٰ نے کتنا بڑا انعام دیا ہے کتنا رتبہ ان کا بیان کیا ہے۔ اُنہوں نے جو کچھ پایا وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہی پایا لیکن آپ کے طفیل مومنوں نے یہ کتنا بڑا انعام پایا کہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت اور مومنوں کو ایک جگہ اکٹھا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ ایک بڑا انعام ہے اس کو ضائع نہ کر دینا۔ فرمایا:۔

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا (آل عمران:۱۰۴)

یہاں اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتایا ہے کہ جس قدرت کاملہ سے اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک جان کر دیا ہے اور بھائی بھائی بنا دیا ہے اس کی ناقدری نہ کرنا جس رسی سے اس نے تمہیں باندھا ہے اس رسی کو کبھی نہ چھوڑنا اور پراگندہ مت ہو جانا۔

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ

یہ اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اللہ کا فضل ہے جو اس نے تم پر کیا دنیا ایذا رسانی کی دنیا تھی۔ بھائی بھائی کا دشمن تھا بھائیوں سے زیادہ باہمی اُلفت و اخوت پیدا کر دی۔ آج بھی ساری دنیا میں ہمیں یہی نظر آتا ہے بھائی بھائی کا دشمن، خاندان خاندان کا دشمن، علاقہ علاقے کا دشمن اس رسی کو توڑ کے محبت کی اس قید و بند سے آزاد ہو گئے اس نعمت خداوندی کو ٹھکرا دیا جس کا ذکر ان آیات میں کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس رسی کی قید سے باہر نکلو گے اَعْدَآءً تم دشمن بن جاؤ گے اور جو اُلفت خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے تمہارے اندر پیدا کی تھی اور تمہیں ایک جان کر دیا تھا اس نعمت خداوندی سے تم محروم ہو جاؤ گے اور جس طرح اس سے قبل آگ کے گڑھے کے کنارے پر تم کھڑے ہوئے تھے اور خدا کے فضل نے تمہیں اس سے بچا لیا تھا پھر تم وہیں جا کے کھڑے ہو جاؤ گے اور آگ کے اندر گرنے کا بڑا خطرہ پیدا ہو جائے گا سوائے اس کے کہ توبہ کے ذریعہ پھر تم خدا کی حفاظت میں آ جاؤ تو یہ حقیقت کہ کوئی قوم یا جماعت اس طرح اُلفت کے اور محبت کے بندھنوں میں باندھی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی بڑی ہی نعمت ہے جیسے کہ قرآن کریم میں بیان ہوا ہے اور اس نعمت کو جماعت پر نازل ہوتے ہم نے جلسہ سالانہ پر دیکھا ایک لاکھ کے قریب مرد وزن کا اجتماع ہوا اور نہ کوئی لڑائی ہوئی نہ جھگڑا، نہ کوئی شور ہوا نہ شرابہ یہ چند دن اس طرح سکون اور محبت کی فضا میں گزر گئے کہ ہمیں تو گزرتے ہوئے پتہ بھی نہ لگا۔ جب وہ گزر گئے تو ہم نے کہا مہمان رخصت ہو گئے اُداسیاں باقی رہ گئیں پس جہاں ایک لاکھ آدمی کا اجتماع ہوا اور آپس میں کوئی جھگڑا نہ ہو یہ اللہ کے فضل اور

اس کی رحمت کے بغیر ممکن ہی نہیں جہاں پچاس آدمی کسی اور جگہ اکٹھے ہو جاتے ہیں آپس میں لڑ پڑتے ہیں اس کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بڑے مجاہدے بڑی دعائیں کرنی پڑیں جس ماحول میں سے احمدی نکل کر جماعت میں داخل ہوئے تھے جب تک ان کی پوری تربیت نہیں ہوئی ماحول کا ان پر اثر تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سختی کے ساتھ ان کی تربیت کرنے کیلئے ایک جلسہ اس لئے ملتوی کرنا پڑا کہ تمہیں یہاں خدا تعالیٰ کی نعمتوں کے حصول اور ان پر حمد پڑھنے کیلئے اکٹھا کیا جاتا تھا لیکن اس اُلفت کا تم نے چونکہ نظارہ پیش نہیں کیا اس لئے میں جلسہ نہیں کرتا تا کہ تمہیں اچھی طرح سبق مل جائے۔ پھر بڑی دعاؤں کے ساتھ، بڑی توجہ کے ساتھ جماعت کی تربیت کی اور وہ درخت مضبوطی کے ساتھ اپنی جڑوں پر کھڑا ہو گیا۔ آج ہم اس کا پھل کھا رہے ہیں۔ اس درخت کو لگانے والا، اس درخت کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی برکتوں سے سیراب کرنے والا وجود تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا وجود تھا ہر قسم کے خطرے سے محفوظ کرنے کیلئے آپ نے اپنا وقت بھی خرچ کیا۔ اپنا سب کچھ لگا دیا ہر وقت دعاؤں میں لگے رہے اللہ تعالیٰ نے انہیں بشارتیں دیں پھر ایک جماعت پیدا ہوگئی جس کی اخوت واُلفت کے نظارے ہمیں نظر آتے ہیں لیکن محبت اور اخوت اور اُلفت کے بندھنوں میں بندھے ہونے کا بہترین مظاہرہ انسان جلسہ سالانہ کے ایام میں دیکھتا ہے۔ اتنا بڑا اجتماع ہوا اور اس قدر سکون اور خلوص اور پیار میرے علم میں تو بچوں کی بھی کوئی لڑائی نہیں ہوئی جو بعض دفعہ ناسمجھی کی عمر میں ہو جاتی ہے۔ کتنا بڑا فضل اور کتنی بڑی رحمتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اس جماعت پر خصوصاً ایام جلسہ میں نازل کیں۔ خالی یہ نہیں بلکہ جیسا کہ میں نے شروع میں بتایا تھا ہمیں یہ وعدہ بھی دیا گیا ہے کہ ہر نیا سال جو تم پر آئے گا وہ تمہیں میرے زیادہ قریب کر دے گا۔ تم پہلے سے بھی زیادہ میری نعمتوں کے وارث ہو جاؤ گے اس لئے کہ ہر نیا سال جو آئے گا وہ نئی ذمہ داریاں لے کے آئے گا اور پہلے سے زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کر رہا ہو گا۔ تم اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا میں تم پر اپنے انعامات کرتا چلا جاؤں گا۔ کتنا عظیم وعدہ ہے کتنی عظیم بشارت ہے جو ہمیں دی گئی ہے ہم میں سے کون بدبخت ہو گا جو خدا تعالیٰ کی ان نعمتوں کو ٹھکرا دے اور ان وعدوں کو بھول جائے اور اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کی کوشش نہ کرے۔ ہم ایک عید سے نکل کر ایک نئی عید کے زمانہ میں داخل ہو رہے ہیں اس عید کے لئے ہم نے تیاری کرنی ہے جس طرح دنیوی عید کے لئے ہم تیاری کرتے ہیں اس عید کے لئے ہم نے ان تمام ذمہ داریوں کو نبھانا ہے جو ہم پر ڈالی گئی ہیں عید کی وجہ سے اور ان تمام

مطالبات کو پورا کرنا ہے جو عید انسان کے اوپر ڈالتی ہے عام گھروں میں جو عید منائی جاتی ہے وہ بھی بہت سی نئی ذمہ داریاں لے کر آتی ہے یہ تو وہ عید ہے جس میں ہم نے پیدا کرنے والے اللہ کے حسن واحسان کے (اس کی بشارتوں کے مطابق) پہلے سے زیادہ جلوے دیکھنے ہیں۔ پس پہلے سے بڑھ کر پہلے سے زیادہ برکتوں والی، پہلے سے زیادہ انعامات کے وعدوں کے ساتھ اور بشارتوں کے ساتھ آنے والی ایک نئی عید میں ہم داخل ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سال کو بھی ہمارے لئے حقیقی معنوں میں عید بنائے اور اللہ تعالیٰ پہلے سے زیادہ نعمت اور فضل سے ہمیں نوازے اور اللہ تعالیٰ پہلے سے بڑھ کر ہمارا تقویٰ ہمیں دے اور ہم اس کی نگاہ میں معزز ہو جائیں۔ اس کی توفیق کے بغیر تو کچھ ہو نہیں سکتا۔ اے ہمارے ربّ! ہم جانتے ہیں اور ہم علیٰ وجہ البصیرت اس بات کا تیرے حضور اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے اندر کوئی خوبی نہیں ہے کوئی طاقت نہیں ہے کوئی قوت نہیں ہے کوئی حقیقی جذبۂ فدائیت نہیں ہے ہر چیز ہم نے تجھ سے لے کر تجھ سے ہی توفیق پا کر تیرے حضور پیش کرنی ہے۔ پہلے سے زیادہ ہمیں توفیق عطا کر اور جو تیری توفیق سے ہم تیرے حضور پیش کریں وہ پہلے سے زیادہ ہو اور تو اسے قبول کر اور پہلے سے زیادہ نعمتوں سے ہمیں نواز۔ آمین

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۹؍جنوری ۱۹۶۹ء صفحہ ۲ تا ۵)

☆......☆......☆